حکمت قرآن —— نئے دور کا آغاز

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام شائع ہونے والا ماہنامہ ''حکمت قرآن'' بحمد اللہ مسلسل طباعت کی تیسری دہائی کے آخری حصے میں ہے۔ یہ عرصہ ربع صدی سے زیادہ کو محیط ہے۔۱۹۸۲ء کے اوائل میں جب اس جریدے کا اجراءِ ثانی برادر محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ نے کیا تو اس وقت کتابت اور طباعت کے انداز پرانے تھے اور ان کے جملہ مراحل میں بہت محنت صرف ہوتی تھی۔ یادش بخیر' ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ماہنامہ ''میثاق'' کی طرح یہ رسالہ بھی چند اشاعتوں کے بعد بند ہونے اور ڈیکلریشن surrender کیے جانے پر دوبارہ اپنے نام پر حاصل کرنے کے بعد شائع کرنا شروع کیا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کے مؤسس اوّلین ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کا نام اس کے سرورق پر تا حال چھپ رہا ہے' پہلے پہل جاری کنندہ کے حوالے سے اور بعد ازاں بیادگار ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم۔ برادر محترم نے باقاعدہ اشاعت کے دوسرے پرچے (بابت مئی' جون۱۹۸۲ء) میں اس دلچسپ صورت حال کے ضمن میں علامہ اقبال کی معرکۃ الآراء نظم ''ذوق وشوق'' کا یہ شعر بھی تحریر کیا تھا:

میں کہ میری نوا میں ہے آتش رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

حکمت قرآن کے اجراء میں اوّل روز سے ہی صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن کا بنیادی مقصد یہ رہا ہے کہ عام مروّجہ سطحی روش سے ہٹ کر اس پرچے میں ایسے علمی مضامین کو شائع کیا جائے جو ایک طرف گہری قرآنی بصیرت اور ذہنی کاوش کے اعلیٰ نمونے ہوں' اور جدید علمی وتحقیقی محاسن سے آراستہ ہوں تو دوسری طرف ان کا بنیادی مقصد یہ ہو کہ وہ متلاشیانِ حق کو عمل پر ابھاریں' اور ذہنی وقلبی کیفیات ان نظریات کے زیر اثر مترتب ہوں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم وہ ہے جو صرف زبان تک محدود ہے۔ یہ تو خلق اللہ پر بمنزلہ دلیل وحجت ہوا۔ دوسرا دل سے لگاؤ رکھتا ہے۔ یہی علم نافع ہے''۔ اس وقت راقم کے سامنے ابتدائی دو سال (۱۹۸۲ـ۸۳ء) کے شماروں کی جلد ہے' جس کی ورق گردانی سے ذہن ماضی کے دھندلکوں میں کھو گیا کہ کتنے ہی وہ اہل علم جن کی رشحاتِ قلم اس جریدے میں چھپیں' وہ اب ہمارے درمیان موجود نہیں' بلکہ اپنے ربّ کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ ان میں نمایاں نام پروفیسر یوسف سلیم چشتی' مولانا سید حامد میاں' مولانا محمد طاسین' پروفیسر مرزا محمد منور' چوہدری مظفر حسین' ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ اور پروفیسر حافظ احمد یار ہیں۔ دعا ہے کہ ربّ کریم ان سب کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

عالمی فکر اور نگارشات پر ایک گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایک طرف اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کے بارے میں انتہائی منفی رویہ موجود ہے' وہاں دوسری طرف مغربی دنیا ہی میں اسلام کی حقانیت اور حکمت قرآنی کی جانب انتہائی مثبت رویہ بھی نظر آتا ہے جو شاید اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آخری زمانے میں اسلام ایک بار پھر عالمی سطح پر غالب ہوگا۔ اوّل الذکر رویے کا سرخیل برنارڈ لوئیس ہے' جس نے اپنی تصنیف

"What Went Wrong: The Clash between Islam and Modernity in the Middle East"

میں اسلام کو ایک گلی سڑی' بوسیدہ اور ناکام تہذیب قرار دیا ہے۔ یہی معاملہ ٹونی بلینکلے کی کتاب

The West's Last Chance: Will We Win the Clash of Civilizations?

اور رالف پیٹرز کا ہے جنہوں نے اسلام کے خلاف شدید ہرزہ سرائی کی ہے اور مسلمانوں کو شیطان اور تہذیب وتمدن کا روسیاہ دشمن قرار دیا ہے۔

دوسری جانب ہمیں مغربی دنیا ہی میں متعدد دانشور اور اہم شخصیات ایسی نظر آ رہی ہیں جو عالم اسلام کے بارے میں مغرب اور بالخصوص امریکہ کے رویے کی شدید ناقد ہیں اور قرآن کی تعلیمات اور فلسفۂ حیات کی تائید میں ایک زوردار آواز بلند کر رہی ہیں۔ ان میں سرفہرست انگلستان کے آرچ بشپ آف کنٹربری اروِن ولیمز ہیں جنہوں نے حال ہی میں واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلامی شریعت کے قانون کو اپنائے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ انہوں نے مزید کہا: ''یورپ کی انسانی حقوق کی عدالت نے جو یہ کہا ہے کہ اسلام کا شرعی قانون جمہوری اقدار کے منافی ہے' تو یہ بالکل غلط کہا ہے۔ کسی قانون کو محض اس لیے ردّ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ہماری سوچ اور عقل کے مطابق نہیں''۔ آرچ بشپ کے اس بیان کا ردّعمل اگرچہ نہایت مخالفانہ رہا' لیکن انہوں نے اپنے خیالات سے تائب ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک اہم امریکی دانشور مائیکل ولاہوس نے گزشتہ برس فروری میں ایک انتہائی اہم مضمون ''The Fall of Modernity'' کے عنوان سے لکھا اور انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلایا۔ جیسا کہ عنوان ہی سے ظاہر ہے' ولاہوس کا مدلل فکر یہ ہے کہ امریکہ عالم اسلام اور تیسری دنیا کے ممالک میں اپنی پالیسیوں کے ذریعے اپنے مزعومہ لبرل اور روشن خیال فلسفے کی جڑیں خود اکھاڑ رہا ہے۔ اس کی تحریر کا پہلا جملہ:

"We are losing our wars in the Muslim world because our vision of history is at odds with reality."

بڑا معنی خیز ہے۔ اور اس نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے اسلام اور عالمِ اسلام کے خلاف شدید ناانصافی اور علمی جہالت پر مبنی معاملہ کیا ہے۔

اس مختصر شذرہ میں راقم ایک اور مغربی دانشور خاتون کیرن آرمسٹرانگ کا ذکر بھی مناسب سمجھتا ہے جنہوں نے گزشتہ ماہ پاکستان کا دورہ کیا اور تین مقامات یعنی اسلام آباد' لاہور اور کراچی میں فکرانگیز خطابات

(باقی صفحہ 88 پر)